

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے پہلے واضح رہے کہ مفتی سوال کے مطابق جواب دینے کا پابند ہوتا ہے اور سوال کے تبدیل ہونے سے جواب تبدیل ہو جاتا ہے۔ سائل نے پہلے سوالنامہ میں مذکورہ لڑکے کے عقائد تفصیل کے ساتھ تحریر نہیں کئے تھے اس لئے جواب اس کے مطابق دیا گیا، البتہ اب جو دوبارہ سوال آیا ہے اس میں اس کے عقائد تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں جن میں سے بعض عقائد (مثلاً ہر وقت، ہر جگہ حضور ﷺ موجود ہیں، ہمارے تمام احوال دیکھ رہے ہیں اور ہماری ہر بات سن رہے ہیں، آپ ﷺ کو بشر کہنا حرام ہے) کفریہ ہیں، لیکن ان عقائد کے کفریہ ہونے کے باوجود جب تک اس کے کلام کا صحیح محمل موجود ہو یا وہ شخص تاویل کرتا ہو اس وقت تک کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، جیسا کہ علامہ ابن نجیمؒ نے فرمایا ہے:

فعلى هذا فأكثر ألفاظ التكفير المذكورة لا يفتى بالتكفير بها ولقد ألزمت

نفسى أن لا أفتي بشيء منها (البحر الرائق (5/ 134))

ترجمہ:

تکفیر کے اکثر الفاظ ایسے ہیں جن کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاتا اور میں نے اوپر لازم

کر رکھا ہے کہ ان میں سے کسی کی بنیاد پر فتویٰ نہ دوں

تاہم اگر واقعہ یہ شخص مذکورہ عقائد میں سے کوئی موجب کفر عقیدہ رکھتا ہو اور کوئی تاویل بھی نہ کرتا ہو تو وہ شخص مشرک ہے، اب اگر نکاح کے وقت بھی اس شخص کے یہی عقائد تھے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، اور اگر نکاح کے وقت یہ عقائد نہیں تھے بلکہ نکاح کے بعد کفریہ عقائد اختیار کئے ہیں تو اب وہ نکاح بھی ٹوٹ چکا ہے۔

لیکن اگر شخص مذکورہ بالا عقائد میں تاویل کرتا ہو اور عملی بدعات میں مبتلا ہو تو وہ بدعتی اور گمراہ ہے، کافر اور مشرک نہیں ہے، کیونکہ حضرات فقہاء کرامؒ نے ”تکفیر مسلم“ کے بارے میں بہت احتیاط فرمائی ہے اور یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ ”اگر کسی شخص کے کلام میں نناوے <sup>۹۹</sup> وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ضعیف اسلام کی ہو تو مفتی کو اس ضعیف وجہ کی بناء پر فتویٰ دینا لازم ہے، اب اگر وہ فی الواقع عقیدہ کے اعتبار سے مسلمان ہے تو فہما، ورنہ مفتی کا فتویٰ اس کو کچھ نفع نہیں دے گا۔“ ایسی صورت میں امام صاحب کو چاہئے تھا کہ اپنی حافظہ، عالمہ

(جاری ہے۔۔۔)



بیٹی کا نکاح اپنے ہم خیال لوگوں میں کرتے، تاہم مذکورہ لڑکا کفریہ عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے کافر نہ قرار پائے تو اس کے ساتھ امام صاحب کی بیٹی کا نکاح درست ہو گیا ہے۔

#### البحر الرائق (5/ 134):

ولا یکفر بقوله یا حاضر یا ناظر ولا بقوله درویش درویشان والقول بالکفر بكل منهما باطل وفي جامع الفصولین روی الطحاوی عن أصحابنا لا ینخرج الرجل من الإیمان إلا جحد ما أدخله فيه ثم ما یقن أنه ردة یحکم بما به وما یشک أنه ردة لا یحکم بما إذا الإسلام الثابت لا یزول بشک مع أن الإسلام یعلو وینبغي للعالم إذا رفع إلیه هذا أن لا یسادر بتکفیر أهل الإسلام مع أنه یقضي بصحة إسلام المکره أقول قدمت هذه لتصیر میزاننا فیما نقلته فی هذا الفصل من المسائل فإنه قد ذکر فی بعضها أنه کفر مع أنه لا یکفر علی قیاس هذه المقدمة فلیتأمل اه وفي الفتاوی الصغری الکفر شیء عظیم فلا أجعل المؤمن کافرا متى وجدت رواية أنه لا یکفر اه.....وفي الخلاصة وغيرها إذا کان فی المسألة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلى المفتی أن یمیل إلی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم زاد فی البزازیة إلا إذا صرح بإرادة موجب الکفر فلا ینفعه التأویل حیثئذ وفي التتارخانیة لا یکفر بالاحتمال لأن الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة ومع الاحتمال لا نهایة اه والحاصل أن من تکلم بکلمة الکفر هازلا أو لاعبا کفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده کما صرح به قاضیخان فی فتاواه ومن تکلم بما مخطأ ( ( مخطئا ) ) أو مکرها لا یکفر عند الكل ومن تکلم بما علما عامدا کفر عند الكل ومن تکلم بما اختیارا جاهلا بأنما کفر ففیه اختلاف والذی تحرر أنه لا یفتی بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره اختلاف ولو رواية ضعیفة فعلى هذا فأکثر ألفاظ التکفیر المذكورة لا یفتی بالتکفیر بما ولقد ألزمت نفسی أن لا أفتی بشیء منها

#### الدر المختار (4/ 229):

(و) اعلم أنه (لا یفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره خلاف، ولو) کان ذلك (رواية ضعیفة) کما حرره فی البحر،

(جاری ہے۔۔۔)



وعزاه في الأشباه إلى الصغرى. وفي الدرر وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه  
توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعه، ثم لو نيته ذلك فمسلم  
وإلا لم ينفعه حمل المفتي على خلافه،

### تفسير القرطبي - (ج 11 / ص 69)

قوله تعالى: {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ} أي لا  
أعلم إلا ما يعلمني الله تعالى، وعلم الله تعالى لا يخصى، وإنما أمرت بأن  
أبلغكم بأنه لا إله إلا الله.

### التفسير المظهرى . موافقا للمطبوع (ص: 1036):

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ يَعْنِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ الْإِسْلَامُ وَكِتَابٌ  
مُبِينٌ لِلْأَحْكَامِ أَوْ بَيْنَ الْأَعْجَازِ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَجَازٌ أَنْ يَكُونَ الْعُطْفُ تَفْسِيرِيًّا  
وَسَمِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ نُورًا لِكُونِهِمَا كَاشِفَيْنِ لظُلُمَاتِ  
الْكُفْرِ.

### تفسير القرطبي (3/ 64):

قوله تعالى: { لَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ  
وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ } فيه إحدى عشرة مسألة :  
الأولى : قوله تعالى : { وَلَا تَنكِحُوا } أي لَا تَزُوجُوا الْمُسْلِمَةَ مِنَ الْمُشْرِكِ  
وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ الْمُشْرِكَ لَا يَطَأُ الْمُؤْمِنَةَ بِوَجْهِهَا مَا فِي ذَلِكَ مِنَ الْغَضَاظَةِ  
عَلَى الْإِسْلَامِ

### الفتاوى الهندية (1/ 84):

قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف  
الرافضي والجهمي والقدرى والمشبّهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله إن كان  
هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا هكذا في  
التبيين والخلاصة وهو الصحيح هكذا في البدائع

### بدائع الصنائع (1/ 157):

وذكر في المنتقى رواية عن أبي حنيفة أنه كان لا يرى الصلاة خلف المبتدع  
والصحيح أنه إن كان هوى يكفره لا تجوز وإن كان لا يكفره تجوز مع  
الكراهة

(جاری ہے)



الفتاوى الهندية (1/ 291):

ومنها الديانة تعتبر الكفاءة في الديانة وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف  
رحمهما الله تعالى وهو الصحيح كذا في الهداية فلا يكون الفاسق كفئا  
للسالحة كذا في الجمع سواء كان معلن الفسق أو لم يكن كذا في

المحيط.....والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب



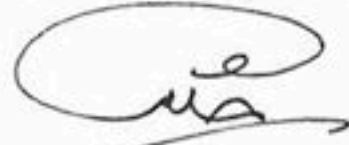
محمد حذيفه عفا الله عنه

دارالافتاء جامعة دارالعلوم كراچی

١٦- رجب المرجب - ١٣٣٢ھ

٢٤- مئی - ٢٠١٣م

الجواب صحیح



١٤- ٤- ١٤٣٢ھ



الجواب صحیح

لہر عبد المنان بخاری

١٦- ٤- ١٣٣٢ھ



الجواب صحیح

اصفہ علی ربانی

١٤- رجب المرجب - ١٣٣٢ھ

البرکات صحیح

